Annual Methodological Archive Research Review
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about
Volume 3, Issue 7.1 (2025)
International Conference on Computer Science, Management, and Social Sciences (ICCSMSS-2025) -Special Issue

Online ISSN 3007-3197
Print ISSN 3007-3189

http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about

تقسیمِ ہند اور اردو افسانہ

غلام عباس
پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اردو NCBA&E، ملتان /اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو گورنمنٹ گریجویٹ کالج مظفر گڑھ

غلام شبیر
پی ایچ ڈی اسکالر،شعبہ اردو ، NCBA&E، ملتان

ڈاکٹر محمد شکیل پتافی
پروفیسر،شعبہ اردو،NCBA&E،ملتان

ABSTRACT

This article examines the Partition of India in 1947, a tragic event that changed countless lives. It had a profound impact on literature, especially Urdu short stories. These stories became a medium for people to express their emotions and experiences during that time. The short stories written during and after the Partition serve as powerful documents of human suffering, migration, and communal violence.

They depict the struggles and hardships faced by people during the Partition. Writers such as Saadat Hasan Manto, Krishan Chander, Rajinder Singh Bedi, Ismat Chughtai, Ahmed Nadeem Qasmi, and Balwant Singh portrayed these experiences in a compelling manner.

These stories are important because they help us understand what happened during the Partition. They preserve the history of that period and reveal the depth of trauma people endured. Moreover, they highlight the human aspect of the Partition, which is often absent from official historical accounts.

Overall, the Partition of India had a significant impact on Urdu literature, and these stories remain relevant today. They help us understand the human experience and the lasting effects of historical events on people's lives.

Keywords: Urdu Literature, Short Stories, Suffering, Trauma, Human Experience, Communal Violence.

Annual Methodological Archive Research Review
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about
Volume 3, Issue 7.1 (2025)
International Conference on Computer Science, Management, and Social Sciences (ICCSMSS-2025) -Special Issue
Online ISSN 3007-3197
Print ISSN 3007-3189
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about

تقسیمِ ہند 1947ء برصغیر کی تاریخ کا نہایت اہم اور المناک سانحہ ہے۔ اس المیے نے برصغیر کی تاریخ، تہذیب، معاشرت، سیاست اور ادب پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ کروڑوں انسان ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے، لاکھوں لقمۂ اجل بن گئے، اور بے شمار زندگیاں اجاڑ دی گئیں۔ تقسیمِ ہند کے بعد اردو ادب میں تہذیبی اور فکری تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔ اردو ادیبوں نے اس المیے کو نہ صرف محسوس کیا بلکہ اپنی تحریروں میں پوری شدت کے ساتھ پیش کیا۔ 1947ء کے فسادات اور ہجرت کے دوران خواتین کی بے حرمتی کے کئی دردناک واقعات رونما ہوئے جنہیں دیکھ کر حیوانیت بھی کانپ اٹھی۔

حیات اللہ انصاری کے افسانہ "شکر گزار آنکھیں" میں افراد کو نفسیاتی الجھنوں کا شکار دکھایا گیا ہے۔ مذکورہ افسانے میں مصنف نے ایک ایسے ہندو کا ذکر کیا ہے جس کا پورا خاندان اور گھر بار لٹ گیا۔ اس ہندو کی نفسیاتی کیفیت کو افسانے میں یوں بیان کیا گیا ہے:

> "میرے نوجیون سے پہلے تمام ہولناک مناظر سینکڑوں بار میرے دل میں آ کر گھوم جاتے تھے۔ جاتے وقت مجھے کھولتے کڑھاؤ میں جھونک دیتے تھے، جس میں جلتے جلتے جھلسے جھلسے میں مجسم شعلہ بن جاتا تھا اور پھر ایٹم بم بن کر اسلامی دنیا پر گرتا تھا، اسے بھسم کر ڈالتا تھا اور خود بھی بھسم ہو جاتا تھا۔ " (1)

تقسیم سے پہلے اردو ادب میں ترقی پسند تحریک کا فکری رجحان غالب تھا۔ فراق گورکھپوری، سجاد ظہیر، احمد ندیم قاسمی، فیض احمد فیض، عصمت چغتائی، کرشن چندر، راجندر سنگھ بیدی، سعادت حسن منٹو جیسے ادیب معاشرے میں پائی جانے والی سماجی ناانصافیوں، طبقاتی تفاوت، استحصال اور قومی اتحاد جیسے موضوعات پر قلم اٹھا رہے تھے۔ اردو ادب میں ترقی پسند تحریک سے وابستہ ادیبوں نے ان موضوعات کو اپنی تحریروں میں پیش کیا۔ تقسیمِ ہند کو سعادت حسن منٹو نے کس زاویۂ نگاہ سے دیکھا؟ منٹو کا افسانہ "ٹوبہ ٹیک سنگھ" تقسیمِ ہند کے بارے میں منٹو کا نقطۂ نظر سامنے لاتا ہے۔ منٹو نے پاگل خانے کو پورے برصغیر کے لیے بطور استعارہ پیش کیا ہے۔ پاگلوں کی حالت اصل معاشرے کی ترجمان ہے، جہاں انصاف ناممکن اور قومی وحدت پارہ پارہ دکھائی دیتی ہے۔

سعادت حسن منٹو لکھتے ہیں:

> "تقسیم کا عمل صرف پاگلوں کے لیے ناقابلِ فہم تھا، ورنہ مسئلہ تو سیدھا سادہ تھا۔" منٹو کا یہ جملہ معنی خیز ہے کہ "پاگلوں کی اکثریت اس تبادلے کے حق میں نہیں تھی، اس لیے کہ ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ انہیں اپنی جگہ سے اکھاڑ کر کہاں پھینکا جا رہا ہے۔" (2)

کرشن چندر نے مزدور طبقہ اور سماجی انصاف کے بارے میں قلم اٹھایا۔ آپ نے ہندوستانی ذات پات کے نظام، طبقاتی تفاوت اور محروم طبقات کے

Annual Methodological Archive Research Review
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about
Volume 3, Issue 7.1 (2025)
International Conference on Computer Science, Management, and Social Sciences (ICCSMSS-2025) -Special Issue
Online ISSN 3007-3197
Print ISSN 3007-3189
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about

استحصال پر گہرا طنز کیا۔ کرشن چندر کا افسانہ "کالو بھنگی" ایک نمایاں افسانہ ہے۔

"کالو نے پوچھا، صاحب! کیا میں بھی انسان ہوں؟" اس جملے میں کالو، ایک بھنگی، اپنی انسانیت کے وجود پر سوال اٹھاتا ہے، جو اس معاشرے کے لیے ایک آئینہ ہے۔ آپ نے مزدور طبقے کی بے بسی کو سادہ مگر پراثر الفاظ میں بیان کیا ہے۔

راجندر سنگھ بیدی نے تقسیمِ ہند کی تباہی اور عورتوں کے استحصال کو اپنے افسانوں میں خاص طور پر جگہ دی۔ تقسیمِ ہند کے دوران اغوا شدہ عورتیں سماجی بدنامی کا شکار ہوئیں۔ فسادات کے موضوع پر انہوں نے "لاجونتی" کے نام سے ایک افسانہ تخلیق کیا۔ اس افسانے میں بیدی نے مغویہ عورتوں کے جذبات و احساسات اور معاشرے کی تنگ نظری کو واضح انداز میں بیان کیا ہے، کہ کس طرح معاشرہ مغویہ عورتوں کے ساتھ نفرت اور تحقیر کا رویہ اختیار کرتا ہے۔

راجندر سنگھ بیدی لکھتے ہیں:

"ان بے چاری عورتوں کے اغوا ہو جانے میں ان کا کوئی قصور نہیں، فسادیوں کی ہولناکیوں کا شکار ہو جانے میں ان کی کوئی غلطی نہیں، اور وہ سماج جو ان معصوم اور بےقصور عورتوں کو قبول نہیں کرتا، انہیں اپنا نہیں لیتا، ایک گلا سڑا سماج ہے اور اسے ختم کر دینا چاہیے۔" (3)

احمد ندیم قاسمی ترقی پسند ادیب ہیں۔ آپ نے اپنے افسانوں میں دیہی غربت، معاشرے میں دیہاتی زندگی کے مسائل، دیہاتوں میں ہونے والے جاگیردارانہ ظلم، طبقاتی کشمکش اور ناانصافی کو بیان کیا ہے۔ تقسیمِ ہند میں ایک ہندو لڑکی انسانی درندگی کا شکار ہوکر اپنا دماغی توازن کھو بیٹھتی ہے اور گاؤں کے قریب ایک جنگل میں بسیرا کرتی ہے اور پھر وہاں ایک نئے انسان کو جنم دیتی ہے۔

احمد ندیم قاسمی لکھتے ہیں:

"یہ ایک نیا انسان ہے۔ پچھلے چیت کی حیوانیت نے اس کو جنم دیا ہے۔ منوں بہے ہوئے لہو کا جوہر ہے--- کیا تم میں ایک انسان بھی ایسا نہیں جو اس نئے انسان کو اپنی دھرتی کی جنت میں بسا لے؟ اگر نہیں، تو یاد رکھو کہ جنت سے نکالا ہوا انسان ایک نئی دھرتی اور ایک نئی جنت بسانے پر بھی قادر ہے۔ اور یہ جنت تمہاری جنت کے کھنڈروں پر ابھرے گی۔" (4)

عصمت چغتائی کا شمار مشہور ترقی پسند افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ آپ نے اپنے افسانوں میں جنسی خواہشات اور معاشرتی پابندیوں کے تصادم کو بے باک انداز میں پیش کیا ہے۔ تقسیمِ ہند 1947ء نے عصمت چغتائی کو بھی متاثر کیا۔ آپ نے فسادات کے دوران پاکستان ہجرت نہیں کی، لیکن آپ کے عزیز و اقارب اور بعض ہم عصر ادیب ہندوستان کی تقسیم کے نتیجے میں آپ

Annual Methodological Archive Research Review
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about
Volume 3, Issue 7.1 (2025)
International Conference on Computer Science, Management, and Social Sciences (ICCSMSS-2025) -Special Issue
Online ISSN 3007-3197
Print ISSN 3007-3189
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about

سے علیٰحدہ ہو گئے۔

عصمت چغتائی رقم طراز ہیں:

"ملک کے دو ٹکڑے نہیں ہوئے، جسموں اور ذہنوں کا بھی بٹوارا ہو گیا۔ قدریں بکھر گئیں، انسانیت کی دھجیاں اڑ گئیں۔ گورنمنٹ کے افسر، دفتروں کے کلرک، مع میز، کرسی، قلم، دوات اور رجسٹروں کے مالِ غنیمت کی طرح بانٹ دیے گئے، اور جو کچھ اس بٹوارے کے بعد بچے، ان پر فسادات نے دستِ شفقت پھیر دیا۔ جن کے جسم سالم رہ گئے، ان کے دلوں کے حصے بخرے ہو گئے۔ ایک بھائی ہندوستان کے حصے میں آیا تو دوسرا پاکستان کے۔ ماں ہندوستان میں تو اولاد پاکستان میں۔ میاں ہندوستان میں تو بیوی پاکستان میں۔ خاندانوں کا شیرازہ بکھر گیا، زندگی کے بندھن تار تار ہو گئے، یہاں تک کہ بہت سے جسم تو ہندوستان میں رہ گئے اور روح پاکستان چل دی۔" (5)

قراۃ العین حیدر کو اردو افسانے میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ "آگ کا دریا" جیسے شاہکار ناول کے باعث عالمی شہرت حاصل ہوئی۔ آپ کا ابتدائی ادبی سفر افسانے سے شروع ہوا۔ آپ کا پہلا افسانوی مجموعہ "ستاروں سے آگے" 1945ء میں شائع ہوا۔ آپ ماضی و حال کو فنکارانہ انداز میں ملاتی ہیں۔ آپ کے افسانے تہذیب، تاریخ اور انسانی شعور کا عکس ہیں۔ آپ کے ابتدائی افسانوں میں فکری پختگی، جمالیاتی شعور اور نسوانی آگہی نمایاں نظر آتی ہے۔ تقسیمِ ہند کے بعد برصغیر کی تہذیب ہندو مسلم تہذیب میں بٹ گئی۔ اس افراتفری کے عالم میں لوگوں کو مجبوراً اپنا دیس چھوڑنا پڑا۔ غرض، زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی۔ قراۃ العین حیدر کو بھی ان مسائل سے گزرنا پڑا۔

قراۃ العین حیدر رقم طراز ہیں:

"تقسیمِ ہند کے کرب سے خود محترمہ بھی گزری ہیں، اس لیے انہیں اس کا بلاواسطہ تجربہ ہے۔ وہ پاکستان میں سالوں رہ کر پھر ہندوستان آ گئیں۔" (6)

رام لعل کا شمار اردو کے مشہور افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ خواتین کے مسائل، معاشرے میں خواتین کے ساتھ ہونے والا ظلم، عورت کی وفاداریاں اور ایثار آپ کے افسانوں کے اہم موضوعات ہیں۔ تقسیمِ ہند کے نتیجے میں انہیں پاکستان سے ہندوستان ہجرت کرنی پڑی۔ پاکستان میں گزارے ہوئے دنوں کو وہ بھلا نہ سکے۔ جس دور میں ہندو مسلم فسادات عروج پر تھے اور ہندو مسلم ایک دوسرے کی جان کے دشمن بن گئے تھے، رام لعل ان حالات پر افسوس کا اظہار یوں کرتے ہیں:

"گولیاں انسانوں پر نہیں، رام لعل پر چلائی گئی ہیں۔ چھری انسانوں کی پیٹھ پر نہیں، بلکہ رام لعل پر پھینکی گئی۔" (7)

Annual Methodological Archive Research Review
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about
Volume 3, Issue 7.1 (2025)
International Conference on Computer Science, Management, and Social Sciences (ICCSMSS-2025) -Special Issue
Online ISSN 3007-3197
Print ISSN 3007-3189
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about

شوکت صدیقی کا شمار ان افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے جنہوں نے مشرق و مغرب کے افسانوی ادب کا گہرا مطالعہ کیا۔ آپ نے لکھنوی تہذیب اور معاشرے کا بھی جائزہ لیا۔ آپ نے فرقہ واریت پر کئی افسانے لکھے۔ "ڈھل چکی رات"، "تانیتا"، "یہ بیمار"، "اندھیرا اور اندھیرا"، "خان بہادر"، اور "ہفتے کی شام" مشہور تخلیقات ہیں۔ آپ نے سماجی ناانصافی، محنت کش طبقے کا استحصال، انسانی وقار کی پامالی اور ریاستی ناقدری جیسے موضوعات پر قلم اٹھایا۔

شوکت صدیقی لکھتے ہیں:

"میں نے چلچلاتی دھوپ میں سڑکوں پر محنت کی ہے، کڑکڑاتی سردیوں میں پہرے داری کی ہے۔ میں نے فوج میں بھرتی ہو کر گولیاں کھائی ہیں--- اور اب میں بھوکوں مرتا ہوں، شرابیوں کا بچا کھچا کھانا کھاتا ہوں، گوشت کے ایک ٹکڑے کے لیے کتوں سے لڑتا ہوں۔" (8)

خواجہ احمد عباس کا شمار اردو کے ترقی پسند ادیبوں میں ہوتا ہے۔ آپ نے تقسیمِ ہند کے موضوع پر اردو افسانے لکھے۔ آپ نے تقسیمِ ہند کے المیے کو نہ صرف اپنی تحریروں کا حصہ بنایا بلکہ اس میں انسانی دکھ اور مذہبی منافرت کو بے نقاب کیا۔ ان کے افسانوں میں تقسیم کا درد، انسانیت کا زوال اور ہجرت کا کرب نمایاں طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔

خواجہ احمد عباس رقم طراز ہیں:

"ستائیس ٹھنڈی، مسخ شدہ، کالی اور نیلی لاشیں، جو ٹھنڈے پتھر کے فرش پر اس طرح بکھری ہوئی پڑی تھیں جیسے فصل کٹنے کے وقت کسی کسان نے گیہوں کی بالیں کاٹ کر کھیت میں چھوڑ دی ہوں--- جیسے مذبح خانے میں ستائیس بکروں کی کھال اتار کر ایک قطار میں لگا رکھا ہو ---- بوڑھے، جوان، بچے، سوکھے ہوئے جسم، کسی کی کمر میں گھاؤ، کسی کی آنتیں پیٹ سے باہر نکلی ہوئی، کسی کی گردن سر سے جدا ۔ دھڑ کے قریب رکھا ہوا، کسی کا بھیجا پھٹے ہوئے سر میں سے باہر ابلتا ہوا--- یہ تھی ان کی آزادی، یہ تھا ان کا اسلام اور یہ تھا ان کا دھرم--- جے جے مہادیو--- اللہ اکبر!" (9)

قدرت اللہ شہاب اردو ادب کے جدید نثر نگار تھے۔ آپ نے افسانوی ادب میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ اگرچہ ان کی شہرت ان کی خود نوشت "شہاب نامہ" کی بدولت ہے، قدرت اللہ شہاب نے تقسیمِ ہند کو صرف ایک سیاسی سانحہ نہیں بلکہ ایک انسانی المیہ قرار دیا۔ آپ کے افسانوں میں ظلم، تعصب، بے بسی، ہجرت، دکھ اور فرقہ وارانہ نفرت کی ہولناکیوں کو بیان کیا گیا ہے۔

قدرت اللہ شہاب کے افسانے "یا خدا" اور "ماں جی" بہت اہم ہیں۔ "یا خدا" تقسیمِ ہند کے بعد ہونے والے فسادات، قتل و غارت اور خاص طور پر ایک عورت کی ٹریجڈی کو بیان کرتا ہے۔

قدرت اللہ شہاب لکھتے ہیں:

Annual Methodological Archive Research Review
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about
Volume 3, Issue 7.1 (2025)
International Conference on Computer Science, Management, and Social Sciences (ICCSMSS-2025) -Special Issue
Online ISSN 3007-3197
Print ISSN 3007-3189
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about

"زمین پر اندھیرے کا سیاہ کفن چڑھا ہوا تھا۔ کبھی کبھی چاند بھی اپنے لحافوں کی اوٹ سے جھانک کر دیکھ لیتا تھا۔ چاروں طرف سکوت پا کر وہ عورت سمٹ کر بیٹھ گئی۔ اس نے چوروں کی طرح دزدیدہ نگاہوں سے ادھر اُدھر دیکھا اور ہولے ہولے جھجکتے ہوئے، شرماتے شرماتے اس نے اپنے کپڑے کھول کر اپنی ٹھٹھری ہوئی بیمار بچی کو ان میں لپیٹ لیا۔ اندھیرے میں ایک بجلی سی لہرائی اور اس جوان عورت کا برہنہ جسم کائنات کے ذرے ذرے کو للکارنے لگا کہ دیکھو دیکھو یہ لاجواب ساعت بیت نہ جائے۔ تم نے ارض و سما کے بہت سے راز دیکھے ہوں گے، لیکن تم اس ماں کے برہنہ جسم کو نہ بھول سکو گے، جس کے کپڑوں میں اس کی مرتی ہوئی بیٹی لپٹی پڑی ہو اور بڑا سخت پالا پڑ رہا ہو، اور سڑور میں گرم کمبل اور لحافوں کے ڈھیر ہوں، اور سڑور بابو رضائی میں لپٹا ہوا "شکوہ" گا رہا ہو۔" (10)

بلونت سنگھ کا شمار اردو کے مشہور افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے، جنہوں نے تقسیمِ ہند کے المیے کو حقیقت پسندانہ انداز میں پیش کیا۔ آپ نے پنجاب کے باشندوں، متوسط طبقے کے افراد کی زندگی، کسان اور کلرک، فرقہ وارانہ فسادات، ڈاکو، چور، بدمعاش، غربت و رومان، طوائف، کھیت کھلیان، گیت اور نغموں کو اپنی تحریروں میں پیش کیا۔ بلونت سنگھ نے فرقہ واریت اور فسادات کے موضوع پر کئی ایسے افسانے لکھے جن میں انہوں نے ایسے انسان کو تلاش کیا جس میں وحشی پن پایا جاتا ہے۔

"پہلا پتھر"، "تعمیر (میں ضرور روؤں گی)" اور "کالے کوس" وغیرہ اہم ہیں۔ فسادات کے موضوع پر خواجہ احمد عباس، رامانند ساگر، مہندر ناتھ اور دیگر ترقی پسند ادیبوں کی تحریریں منظرِ عام پر آ رہی تھیں۔ کرشن چندر خود بھی فسادات پر لکھ رہے تھے اور انہوں نے دیگر ادیبوں کو بھی فسادات کے موضوعات پر لکھنے کی ترغیب دی۔

بلونت سنگھ لکھتے ہیں:

"فسادات کے دوران، جبکہ میں مسوری میں عارضی طور پر قیام پذیر تھا، ڈانٹ سے پران کا ایک محبت نامہ صادر ہوا۔ شکایت یہ تھی کہ میں نے ابھی تک فسادات کے موضوع پر کچھ لکھا کیوں نہیں۔ میں نے جواب دیا کہ جس صورتحال پر آپ افسانے لکھ رہے ہیں، میں سردست اس صورتحال سے گزر رہا ہوں۔" (11)

خدیجہ مستور اردو ادب کی ایک اہم افسانہ نگار ہیں۔ ان کے افسانے اس عہد کے کرب، تشدد، ہجرت، جذباتی ٹوٹ پھوٹ اور بحران کے گواہ بن کر سامنے آتے ہیں۔ ان کی تخلیقات میں "چادر اور چار دیواری" اور "ٹامک ٹوئیے" خاص طور پر اہم ہیں۔ آپ نے اپنی تحریروں میں خواتین کی حالتِ زار، ان پر ہونے

Annual Methodological Archive Research Review
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about
Volume 3, Issue 7.1 (2025)
International Conference on Computer Science, Management, and Social Sciences (ICCSMSS-2025) -Special Issue
Online ISSN 3007-3197
Print ISSN 3007-3189
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about

والے مظالم اور تقسیمِ ہند کے بعد پیدا ہونے والی مشکلات کو بڑی حساسیت سے بیان کیا ہے۔

خدیجہ مستور رقم طراز ہیں:

"وہ اپنے شوہر کے انتظار میں بے چین سی پڑی تھی، جو اس کی معصومیت پر جان دیتا تھا اور اس نے اس سے کہا تھا کہ تم پانچ گناہ بھی کر ڈالو تو تمہاری معصومیت ختم نہیں ہو سکتی اور جس نے زندگی کے آخری سانس تک ساتھ نبھانے کا وعدہ کیا تھا، اور جس کی شادی کو صرف ایک ہفتہ ہوا تھا۔۔ لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ ایک گناہ نہ کرنے پر بھی اس کی معصومیت ختم ہو گئی ہے، تو وہ دیر تک پھوٹ پھوٹ کر روتی رہی۔" (12)

انتظار حسین اردو ادب کے منفرد اور عظیم افسانہ نگاروں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کے افسانوں میں ماضی کی بازیافت، ہجرت، جلاوطنی اور تہذیب کے انہدام کا گہرا کرب دکھائی دیتا ہے۔

تقسیمِ ہند کے تناظر میں لکھی گئی آپ کی مشہور تخلیقات "گلی کوچے"، "شہرِ افسوس" اور "خیمے سے دور" نمایاں اہمیت کی حامل ہیں۔ آپ کے ہاں تقسیمِ ہند صرف زمینی ٹکڑوں کی تقسیم نہیں، بلکہ روح اور تہذیب کا بٹوارہ ہے۔ آپ کے افسانوں کی فضا میں اگرچہ یادوں کا کربناک احساس پایا جاتا ہے، لیکن پسِ منظری مطالعے میں فسادات اور ہجرت کی اذیتیں بھی موجود ہیں۔

انتظار حسین لکھتے ہیں:

"اتنے میں نمبردار نامعلوم کدھر سے آئے اور بدھن کو دیکھتے ہی برس پڑے۔ابے، یہاں بیٹھا باتیں بنا رہا ہے؟ تیری ڈیوٹی ہے آج۔۔۔ اور دیکھنا ادھر آنا۔" (13)

مہندر ناتھ کا شمار اردو کے مشہور افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ آپ تقسیمِ ہند کو صرف ایک تاریخی واقعہ نہیں، بلکہ ایک انسانی المیہ کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ آپ کے افسانوں میں فرقہ وارانہ نفرت، قتل و غارت اور ہجرت کے عذاب کے باوجود انسان دوستی اور امن کا پیغام ملتا ہے۔ ان کے افسانوں میں تقسیم کے وقت ہونے والے فسادات، لوٹ مار، عزتوں کی پامالی اور رشتوں کے بکھرنے کو بڑی شدت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

مہندر ناتھ لکھتے ہیں:

"سکھوں نے امرتسر میں کیا کیا؟ ایک مسلمان کو کاٹ ڈالا، اس کی بوٹی کر ڈالی۔ مسلمان عورتوں کی عصمتیں لوٹ لیں۔ انہیں گھر سے بے گھر کر دیا، ان کی گردن کاٹ کر ان کے لہو سے ہی 'پاکستان مردہ باد' لکھا۔ ننگی عورتوں کا جلوس نکالا۔ انہیں دھکے دے کر ان کے منہ پر تھوکا۔ ہزاروں مسلمان عورتوں کو اپنے گھروں میں رکھ لیا۔ رُہتک

Annual Methodological Archive Research Review
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about
Volume 3, Issue 7.1 (2025)
International Conference on Computer Science, Management, and Social Sciences (ICCSMSS-2025) -Special Issue
Online ISSN 3007-3197
Print ISSN 3007-3189
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about

میں جاٹوں نے مسلمانوں کو سور کا گوشت کھلایا اور لاٹھیوں سے ان کا سر پھوڑ دیا۔" (14)

تقسیمِ ہند 1947ء برصغیر کی تاریخ کا سب سے المناک سانحہ تھا، جس نے کروڑوں انسانوں کو ہجرت کرنے پر مجبور کیا، لاکھوں اپنی زندگی کی بازی ہار گئے اور تہذیبی، ثقافتی اور انسانی رشتے چکنا چور ہو گئے۔اس المیے نے اردو افسانے پر گہرے اثرات مرتب کیے اور افسانہ نگاری کا ایک نیا رخ متعین ہوا، جس میں قتل و غارت، لوٹ مار، تشدد، ہجرت، فسادات، بے وطنی، مذہبی منافرت، عورت کی تذلیل اور انسانیت کا زوال نمایاں موضوعات کے طور پر سامنے آئے۔

تقسیمِ ہند نے اردو افسانے کو تفریح سے نکال کر ایک سنجیدہ ادبی اور تاریخی دستاویز بنا دیا۔ اردو افسانہ، تقسیم کے بعد نہ صرف موضوع کے لحاظ سے بلکہ فنی اور اسلوبیاتی سطح پر بھی فکر انگیز ہو گیا۔

حوالہ جات:

حیات اللہ انصاری، "شکر گزار آنکھیں"، مشمولہ: سہ ماہی "ذہن جدید"، جلد: 4، شمارہ: 14، الہ آباد، 1950ء، ص: 41

سعادت حسن منٹو، "ٹوبہ ٹیک سنگھ" (پھندنے)، منٹونامہ، ص: 17

راجندر سنگھ بیدی، لاجونتی، نیا ادارہ، لاہور، طبع دوم، 1986ء، ص: 124

احمد ندیم قاسمی، چڑیل، آس پاس، اساطیر لاہور، 1991ء، ص: 112

عصمت چغتائی، "فسادات اور ادب"، مشمولہ: ماہنامہ "افکار"، کراچی، جوبلی نمبر، ص: 581

شیخ محمد غیاث الدین، "ہندو مسلم فسادات اور اردو افسانہ"، نگارشات، لاہور، 1999ء، ص: 167

ظہیر آفاق، "رام لعل کی افسانہ نگاری"، شان ہند پبلیکیشنز، نئی دہلی، 1992ء، ص: 21

شوکت صدیقی، تانیتا، تیسرا آدمی، مکتبہ اردو، لاہور، طبع اول، سن ندارد، ص: 88

خواجہ احمد عباس، اجنتا، زعفران کے پھول، کتب پبلشرز، بمبئی، طبع اول، 1949ء، ص: 49

قدرت اللہ شہاب، "یاخدا"، سرخ فیتہ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، 2003ء، ص: 47

بلونت سنگھ، تاثرات، ماہنامہ بیسویں صدی، دہلی، "کرشن چندر نمبر"، ص: 67

خدیجہ مستور، "ٹامک ٹوئیے"، چند روز اور، مکتبہ اردو، لاہور، طبع اول، سن ندارد، ص: 80–179

Annual Methodological Archive Research Review
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about
Volume 3, Issue 7.1 (2025)
International Conference on Computer Science, Management, and Social Sciences (ICCSMSS-2025) -Special Issue

Online ISSN 3007-3197
Print ISSN 3007-3189
http://amresearchreview.com/index.php/Journal/about

انتظار حسین، "قیوما کی دکان"، گلی کوچے، مکتبہ کاروان، لاہور، سن ندارد، ص: 34

مہندر ناتھ، "پاکستان سے ہندوستان تک"، مکتبہ سلطانی، بمبئی، طبع اول، 1949ء، ص: 189